

دہلیز ۹

کنارے کے پار

بچپن میں ہم سمجھتے ہیں کہ دنیا وہیں ختم ہو جاتی ہے جہاں ہماری نظر ختم ہوتی ہے۔

قصے کے پیچھے والی پہاڑی۔

محلے کے پیچھے والی گلی۔

سمندر کے پیچھے والا افق۔

ہم سمجھتے ہیں کہ حد وہیں ہے جہاں ہمارا علم ہے۔

پھر ہم بڑے ہوتے ہیں۔

اور ہمیں پتا چلتا ہے کہ سب سے اہم کنارے جغرافیائی نہیں ہوتے۔

وہ اندر کے ہوتے ہیں۔

برسوں تک میں اپنی زندگی کو ایسے علاقوں کا مجموعہ سمجھتا رہا جن تک پہنچا جا سکتا ہے۔

ایک نوکری۔

ایک عہدہ۔

ایک ہدف۔

ایک منصوبہ۔

جب بھی میں کسی ہدف تک پہنچا، ایک اور سامنے آ گیا۔

جب بھی میں نے کوئی حد عبور کی، مجھے ایک نئی حد ملی۔

شروع میں یہ برجوش لگا۔

یہ ترقی کی ایک صورت معلوم ہوتی تھی۔

پھر مجھے کچھ محسوس ہونے لگا۔

مجھے سنگِ میل نہیں بدلتے تھے۔

مجھے گزرگاہیں بدلتی تھیں۔

وہ لمحہ جس میں جانی پہچانی زمین چھوڑ کر ایسی چیز پر قدم رکھتا تھا جو اب میرے قابو میں نہیں تھی۔

اہم باتیں وہیں ہوتی تھیں۔

ہمیشہ وہیں۔

کبھی حفاظت میں نہیں۔
ہمیشہ کنارے پر۔
کنارہ ایک عجیب جگہ ہے۔
وہ ماضی کا حصہ نہیں۔
وہ مستقبل کا حصہ نہیں۔
وہ ایک باریک لکیر ہے جہاں یقین ختم ہوتے ہیں اور امکان شروع ہوتے ہیں۔
اسی لیے وہ ڈراتا ہے۔
اور اسی لیے وہ قیمتی ہے۔
میں نے اپنی زندگی میں بہت سے کنارے عبور کیے۔
کچھ پیشہ ورانہ۔
کچھ ذاتی۔
کچھ ایسے جو میرے سوا کسی کو نظر نہیں آئے۔
وہ دن جب میں نے ایک تحفظ چھوڑا۔
وہ دن جب میں نے بڑی ذمہ داری قبول کی۔
وہ دن جب ایک بیماری نے وقت کا مطلب بدل دیا۔
وہ دن جب ایک نقصان نے محبت کا مطلب بدل دیا۔
ہر بار طریقہ ایک ہی رہا۔
پہلے خوف۔
پھر شک۔
پھر قدم۔
آخر میں دریافت۔
سال گزرتے گئے تو میں نے سیکھا کہ تقریباً ساری اہم چیزیں کنارے کے پار رہتی ہیں۔
محبت قابو کے کنارے کے پار رہتی ہے۔
اعتماد خوف کے کنارے کے پار رہتا ہے۔
نمو عادت کے کنارے کے پار رہتی ہے۔
آزادی تحفظ کے کنارے کے پار رہتی ہے۔

اور معنی انا کے کنارے کے پار رہتے ہیں۔
اس کا مطلب یہ نہیں کہ کنارہ آرام دہ ہے۔
وہ کبھی نہیں ہوتا۔
کوئی بھی اندرونی حد کچھ ادا کیے بغیر واقعی عبور نہیں کرتا۔
یقین پیچھے چھوڑے پڑتے ہیں۔
عادتیں۔
شناختیں۔
اپنے آپ کے پرانے نسخے۔
ہر تبدیلی ایک جدائی مانگتی ہے۔
اور ہر جدائی ایک طرح کا درد پیدا کرتی ہے۔
اسی لیے بہت سے لوگ رکے رہنا پسند کرتے ہیں۔
اس لیے نہیں کہ وہ کمزور ہیں۔
اس لیے کہ وہ قیمت جاتے ہیں۔
مسئلہ یہ ہے کہ رکے رہنے کی بھی قیمت ہے۔
ایک کم دکھائی دینے والی قیمت۔
مگر اصلی۔
گنوائے ہوئے امکان کی قیمت۔
اُس زندگی کی جو جی نہیں گئی۔
اُس سوال کی جس کا جواب نہیں ملا۔
کبھی کبھی میں نے خود سے پوچھا ہے کہ اگر میں زیادہ بار احتیاط کو چنتا تو کیا ہوتا۔
غالباً میں کم غلطیاں کرتا۔
میں کم دکھ اٹھاتا۔
میں کم خطرے مول لیتا۔
مگر میں ایک اور ہی آدمی بن جاتا۔
شاید زیادہ محفوظ۔
یقیناً کم مکمل۔

کیونکہ جب بھی ہم کوئی کنارہ عبور کرتے ہیں، حقیقت کا ایک حصہ بالآخر ہم پر کھلتا ہے۔

پہلے نہیں۔

بعد میں نہیں۔

صرف عبور کے دوران۔

یہی وجہ ہے کہ کوئی کتاب تجربے کی جگہ نہیں لے سکتی۔

کوئی مشورہ انتخاب کی جگہ نہیں لے سکتا۔

کوئی نظریہ جی ہوئی زندگی کی جگہ نہیں لے سکتا۔

ہم تیاری کر سکتے ہیں۔

ہم پڑھ سکتے ہیں۔

ہم سن سکتے ہیں۔

مگر گزرنا ہمیشہ ہمارے حصے میں آتا ہے۔

اور یہ ایک تنہا گزر ہے۔

لوگ تمہیں کنارے تک ساتھ لے جا سکتے ہیں۔

وہ تمہاری ہمت بڑھا سکتے ہیں۔

وہ تمہارا سہارا بن سکتے ہیں۔

وہ تم سے محبت کر سکتے ہیں۔

مگر آخری قدم ہمیشہ اُسی کا ہوتا ہے جو اسے اٹھاتا ہے۔

وقت کے ساتھ میں کنارے کو رکاوٹ نہیں، دعوت سمجھنے لگا۔

اُس سے باہر نکلنے کی دعوت جو میں پہلے سے جانتا تھا۔

خود کو اُس سے بیان کرنا چھوڑ دینے کی دعوت جو میں کر چکا تھا۔

اُس کے لیے جگہ چھوڑنے کی دعوت جو میں ابھی بن سکتا تھا۔

اس شعور نے مستقبل سے میرا رشتہ بدل دیا۔

میں نے اسے منزل سمجھنا چھوڑ دیا۔

میں اسے کھوج کا علاقہ سمجھنے لگا۔

مجھے اسے قابو نہیں کرنا تھا۔

مجھے اسے عبور کرنا تھا۔

یہ بہت بڑا فرق ہے۔

کیونکہ قابو تناؤ پیدا کرتا ہے۔

کھوج تجسس پیدا کرتی ہے۔

اور تجسس ہمت کی سب سے شائستہ صورتوں میں سے ایک ہے۔

آج پیچھے مڑ کر دیکھوں تو مجھے سارے نتائج یاد نہیں۔

مجھے سارے اعداد یاد نہیں۔

مجھے ساری فتوحات یاد نہیں۔

مجھے جو یاد ہے وہ کنارے ہیں۔

وہ لمحے جن میں میں پلٹ سکتا تھا اور نہیں پلٹا۔

وہ لمحے جن میں میں دروازہ بند کر سکتا تھا اور میں نے اسے کھول دیا۔

وہ لمحے جن میں میں تحفظ چن سکتا تھا اور میں نے امکان چنا۔

ہمیشہ اچھا نہیں ہوا۔

کبھی میں غلط تھا۔

کبھی میں نے بھاری قیمت چکائی۔

مگر ہر بار میں نے وہ کچھ سیکھا جو ٹھہرے رہ کر نہیں سیکھ سکتا تھا۔

اور یہی اہم ہے۔

زندگی کے آخر میں ہماری پہچان صرف اُس سے نہیں ہوتی جو ہم نے بنایا۔

ہماری پہچان اُن حدوں سے بھی ہوتی ہے جنہیں عبور کرنے کی ہم نے ہمت کی۔

کیونکہ ہر انسان کے پاس ایک کنارہ ہوتا ہے۔

ایک اُن دیکھی لکیر جس کے پار اپنے آپ کا اگلا نسخہ شروع ہوتا ہے۔

اکثر لوگ اسے دور سے دیکھتے ہیں۔

کچھ قریب آتے ہیں۔

بہت کم اسے عبور کرتے ہیں۔

مجھے نہیں معلوم کہ میں بہادر تھا یا نہیں۔

مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ جب بھی زندگی مجھے کسی کنارے کے سامنے لائی، میں نے پیچھے

نہ ہٹنے کی کوشش کی۔

کیونکہ وہیں دنیا بڑی ہوتی ہے۔

وہیں انسان زیادہ سچا ہوتا ہے۔

وہیں کہانی جاری رہتی ہے۔

کنارے کے پار۔